محمد وسیم اختر مفتی

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

زید مناۃ بن تمیم تمیمی حضرت خباب کے جد امجد تھے۔ان کے دادا کا نام جندلہ بن سعد تھا۔زمانۂ جاہلیت میں ان کے والد ارتؓ بغداد کے نواحی شہر کسکر میں تھے کہ بنو ربیعہ کے لوگوں نے کسی غارت گری میں انھیں گرفتار کیا اور مکہ لے آئے۔کسکر ایرانی بادشاہ کسکر بن طہمورث کے نام سے موسوم ہے۔یہ علاقہ سواد کوفہ کے نام سے مشہور ہے اس لیے انھیں سوادی بھی کہا جاتا ہے۔ارتؓ کو سباع بن عبدالعزی خزاعی اور حضرت خباب کو اس کی بہن ام انمار خزاعیہ نے غلاموں کے بازار سے خریدا۔ یہ سباع وہی ہے جس نے جنگ احد میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو دعوت مبارزت دی تھی اور مارا گیا تھا۔عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب دوسری شخصیت ہیں جو بنونوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے،انھوں نے بھی جنگ بدر میں حصہ لیا اوعہد فاروقی (۱۷ھ) میں پچپن سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوعبداللہ (یا ابو یحییٰ) حضرت خباب کی کنیت تھی۔انھیں بنوزہرہ سے بھی منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ سباع بن عبدالعزی نے بنوزہرہ کے عوف بن عبدعوف (عبدالرحمان بن عوف کے والد) کے حلیف ہونے کا پیمان باندھ رکھا تھا۔ابن عبدالبر کہتے ہیں،نسب کے اعتبار سے خباب تمیمی،موالات (آقا و غلام کا رشتہ) کی نسبت سے خزاعی اور حلف کا تعلق رکھنے کی بنا پر زہری تھے۔حضرت خباب زمانۂ جاہلیت میں تلوار سازی کیا کرتے تھے،انھیں ام انمار نے مکہ کے ایک لوہار کی شاگردی میں دیا پھر اس کام کے لیے ایک دکان لے دی۔حضرت خباب 'السابقون الاولون' میں سے تھے،اپنے لڑکپن ہی میں وہ عربوں کی جہالت وضلالت سے بیزار تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بعثت محمدی کے

بالکل ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا۔ دعوت حق قبول کرنے میں ان کا نمبر چھٹا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دار ارقم میں منتقل نہ ہوئے تھے۔ ابن اسحاق اس سے اختلاف کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے، حضرت خباب نے انیس سابقون کے بعد نعمت ایمان پائی اور بیس کا عدد مکمل کیا۔ حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ارقم بن ابوارقم، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت سعید بن زید، حضرت عُبیدہ بن حارث، حضرت نُعیم بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت جعفر بن ابوطالب اور حضرت صُہیب بن سنان نے بھی قریباً اسی زمانے میں اسلام قبول کیا جب حضرت خباب ایمان لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن اصحاب نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، ان کے نام یہ ہیں، سیدنا ابوبکر، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت صہیب، حضرت عمار اور سمیہ (ام عمار)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب نے، حضرت ابوبکر کا ان کی قوم نے دفاع کیا جب کہ حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت صہیب، سمیہ (ام عمار) اور عمار مستضعفین میں سے ہونے کی وجہ سے مشرکوں کی تعذیب کا خصوصی نشانہ بنے۔ انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر تپتی دھوپ میں بٹھا دیا جاتا۔ اسلام لانے کی پاداش میں مشرکین مکہ نے حضرت خباب پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیے۔ وہ ان کا بدن ننگا کر کے تپتی زمین اور آگ کی طرح دہکتے ہوئے پتھروں پر لٹا دیتے۔ ان کا سر مروڑ دیتے اور منہ کے بل گھسیٹتے، وہ ہتھیلیوں سے اپنا چہرہ بچاتے لیکن مشرکوں کی ایک نہ مانتے، یہی کہتے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دین حق لے کر آئے ہیں، تاکہ ہمیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جائیں۔ حضرت خباب کہتے ہیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی دیوار کے سائے میں چادر اوڑھے تشریف فرما تھے، ہم نے حاضر ہو کر کہا، آپ ہمارے لیے نصرت کی دعا کیوں نہیں مانگتے؟ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا، بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا، تم سے پہلی امتوں کے اہل ایمان کو گڑھا کھود کر زمین میں گاڑ دیا گیا پھر آرا لے کر سر پر چلا دیا گیا لیکن وہ دین متین سے نہ ہٹے۔ لوہے کی کنگھیوں سے ہڈیوں تک ان کے گوشت اور اعصاب کو چھیل دیا گیا، یہ ظلم بھی انھیں راہ حق سے ہٹا نہ سکا۔ اللہ اس کار نبوت کا اتمام ضرور کرے گا حتیٰ کہ ایک سوار یمن کے مرکزی شہر صنعا سے ساحلی علاقے حضرموت تک جائے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا۔ ہاں اسے بھیڑیوں سے اپنی بکریوں کی حفاظت کرنا ہو گی۔ تم ذرا جلد بازی کر رہے ہو۔ مکہ کے عہد ابتلا میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خبب سے ملنے آئے۔ ان کی مالکن ام انمار کو خبر ہوئی تو اس نے تپتا لوہا لے کر ان کے سر پر رکھ دیا۔ حضرت خباب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت کی تو تب آپ نے دعا فرمائی، اللہ! خباب کی مدد کر۔ تبھی ام انمار کو شدید سر درد کی شکایت

www.javedahmadghamidi.org

ہوئی، وہ درد کے مارے تڑپتی۔ اسے گرم لوہے سے سر داغنے کا علاج تجویز کیا گیا تو حضرت خباب ہی گرم لوہے سے اس کا سر داغتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں تشریف لاتے تو حضرت خباب، عمار، ابوفکیہہ (صفوان بن امیہ کے غلام) اور صہیب جیسے مسکین مسلمان آپ کے پاس آ کر بیٹھ جاتے۔ قریش کے متمردین ٹھٹھا کرتے اور کہتے، دیکھو! یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، یہی ہیں وہ لوگ جنھیں اللہ نے ہدایت وحق کے لیے ہمارے بیچ میں سے چن لیا ہے۔ اگر اس دعوت میں کوئی بھلائی ہوتی تو ہماری بجائے یہ لوگ اس کی طرف سبقت نہ کرتے۔

قدر احرار عرب نشناختہ　　　باکلفتان حبش در ساختہ

۳ نبوی میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جو کار نبوت آپ کو سونپا گیا ہے اسے پکارے لوگوں کے سامنے کہہ دیں۔ اس سے قبل جو تین سال گزرے، آپ صرف بھروسے کے آدمی کو دین کی دعوت دیتے تھے اور صحابہ مکہ کی گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت خباب بن ارت اور حضرت سعید بن زید ایک گھاٹی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک گروہ مشرکین آ دھمکا، ابوسفیان اور اخنس بن شریق بھی اس میں شامل تھے۔ مشرکوں نے مسلمانوں کو گالیاں دیں، برا بھلا کہا حتیٰ کہ جھگڑنے لگ گئے۔ قریب ہی اونٹ کی ران کی ہڈی پڑی تھی، سعد نے پکڑ کر ایک مشرک کے دے ماری۔ اس کا سر پھٹ گیا، کہا جاتا ہے، یہ تاریخ اسلام میں بہائے جانے والا پہلا خون تھا۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت خباب کہتے ہیں، میں نے مشرکوں کے سردار عاص بن وائل کو تلوار بنا کر دی، اس کی اجرت لینے گیا تو اس نے کہا، میں تلوار کی قیمت تب تک ادا نہ کروں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار نہ کرے گا۔ میں نے کہا، میں ان کا انکار اس وقت تک نہ کروں گا جب تک تو مر نہ جائے اور تمھارا حشر نہ ہو جائے۔ کہنے لگا، کیا میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کر دیا جاؤں گا؟ تمھارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کے دین کے تم پیرو ہو، دعویٰ کرتے ہیں کہ جنت جانے والے سونا، چاندی، لباس، خدم وحشم جو چاہیں گے، ملے گا؟ حضرت خباب نے کہا، ہاں! عاص نے کہا، تب تو مجھے روز قیامت تک مہلت دو، میں جنت میں جا کر تمھارا حق دے دوں گا۔ خباب! بخدا، تم اور تمھارے صاحب وہاں بھی اللہ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بااثر اور صاحب قسمت نہ ہوں گے۔ اس موقع پر سورۂ مریم کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ　　　''بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات

لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا. اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا . كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا. وَّ نَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا.

(بخاری:۲۲۷۵)

کا انکار کیا اور کہا،(اگر میں دوبارہ زندہ ہوا تو بھی) یہی مال واولاد مجھے (وہاں) ملے گا؟ کیا اس نے غیب کی خبر پا لی ہے یا خدائے رحمان کے یہاں سے عہد لے لیا ہے؟ ہرگز نہیں، یہ جو کچھ کہہ رہا ہے ہم اسے لکھ لیں گے اور اس کا عذاب بڑھاتے جائیں گے۔ (اپنے مال واولاد کے بارے میں) جو یہ حق جتلا رہا ہے ہم ہی ان کے وارث ہوں گے اور یہ اکیلا ہی ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔''

حضرت خباب بن ارت نے قرآن مجید کا، تب تک نازل ہونے والا حصہ خوب حفظ کر لیا تھا، وہ اس کے معانی و معارف سے بھی خوب آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نئے دین حق میں شامل ہونے والوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے۔ حضرت عمر بن خطاب اس وقت تک دشمنان اسلام کی صفوں میں تھے۔ ان کی بہن فاطمہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت خباب انھیں قرآن پڑھانے جاتے۔ فاطمہ، سعید بن زید سے بیاہی ہوئی تھیں۔ ایک روز جب رسول اکرم اور صحابہ دار ارقم میں جمع تھے، سیدنا عمر ان سب کو ختم کرنے کے ارادہ سے گلے میں تلوار لٹکا کر نکلے۔ راستے میں حضرت نُعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا، کہاں جاتے ہو؟ اپنے گھر والوں کی خبر تو لو، تمھاری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید مسلمان ہو چکے ہیں۔ سیدنا عمر پلٹے، اپنی بہن کے گھر پہنچے جہاں حضرت خباب بن ارت میاں بیوی کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے۔ سیدنا عمر کے قدموں کی آہٹ سن کر حضرت خباب چھپ گئے۔ فاطمہ نے قرآن کے اوراق چھپا لیے لیکن سیدنا عمر نے جو حضرت خباب کی آواز سن چکے تھے پوچھا، یہ کیا سرگوشیاں ہو رہی تھیں؟ انھوں نے پوچھا، کیا آپ نے ہمیں کچھ پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو چکے ہیں اور قرآن پڑھ رہے تھے۔ سیدنا عمر نے پہلے تو اپنے بہنوئی کا گریبان پکڑا اور بہن کا سر پھاڑا پھر نادم ہو کر کہا، مجھے وہ صحیفہ تو دو، میں بھی دیکھوں، محمد سلی اللہ علیہ وسلم کس بات کی تعلیم دیتے ہیں؟ بہن کے کہنے پر انھوں نے غسل کیا اور اوراق وحی پر درج سورۂ طٰہٰ پڑھنی شروع کر دی۔ جوں جوں پڑھتے گئے توں توں ان کی دنیا بدلتی گئی اور وہ آمادہ بہ ایمان ہو گئے۔ حضرت خباب جو چھپے ہوئے تھے، باہر نکل آئے اور کہا، عمر! مجھے پوری امید ہے کہ اللہ نے تمھیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کرتے ہوئے دین اسلام کے لیے چن لیا ہے۔ کل جمعرات کی شب ہی آپ دعا فرما رہے تھے، اللہ! عمر بن خطاب یا ابوالحکم بن ہشام (ابوجہل) کے ذریعے اسلام کو مضبوط کر۔ سیدنا عمر نے کہا، خباب مجھے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ تب حضرت خباب انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دارارقم لے گئے اور وہ نعمت ایمان سے سرفراز ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہجرت کا اذن دیا تو حضرت خباب بھی مہاجرین کی صف میں شامل ہو گئے۔ وہ مسطح بن اثاثہ اور بنومطلب بن عبد مناف کے کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے اور بنوعجلان کے ہاں قبا میں قیام کیا۔ پھر وہ کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے اور جنگ بدر سے کچھ پہلے ان کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ کلثوم ہجرت نبوی سے قبل ایمان لا چکے تھے، انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوعبیدہ بن جراح، مقداد بن اسود اور کچھ دوسرے صحابہ کی مہمانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ کلثوم کے بعد خباب اور مقداد، سعد بن عبادہ کے ہاں منتقل ہو گئے اور بنوقریظہ کی فتح تک انھی کے ہاں رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر بن عتیک یا خراش بن صمہ کے آزاد کردہ تمیم کے ساتھ حضرت خباب کی مواخات قائم فرمائی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت خباب نے جنگ بدر اور تمام معرکوں میں حصہ لیا۔ جنگ احد میں ان کی آنکھوں کے سامنے سباع بن عبدالعزی جہنم واصل ہوا جو ان کی مالکن ام انمار کا بھائی تھا۔ اسے سید الشہدا حمزہ نے انجام تک پہنچایا۔ حضرت خباب کی بیٹی روایت کرتی ہیں، حضرت خباب ایک سریہ میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آتے اور ہماری ضروریات کا خیال رکھتے حتیٰ کہ بکری کا دودھ بھی دوہ دیتے۔ ہمارا برتن لبا لب بھر جاتا اور دودھ بہنے کو ہوتا۔ حضرت خباب لوٹے اور دودھ دوہا تو وہ کم ہو کر پہلے جتنا ہو گیا۔

حضرت خباب کہتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور شکایت کی، ہمیں سخت گرمی میں ظہر کی نماز پڑھنا پڑتی ہے (لہذا ظہر کا وقت کچھ مؤخر کر دیا جائے)۔ آپ نے نماز کو تاخیر سے پڑھنا منظور نہ فرمایا۔ شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں، شاید حضرت خباب ظہر کو (پہلے سے حاصل تاخیر کی سہولت سے) مزید مؤخر کروانا چاہتے تھے اس لیے آپ نے اجازت عطا نہ فرمائی۔ مزید کہتے ہیں، یہ بات نہ ہو تو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد 'اذا اشتد الحر فابردوا بالصلاة فان شدة الحر من فيح جهنم۔ جب گرمی کی شدت زیادہ ہو جائے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کے سانس کی مانند ہے' نے آپ کے ظہر اول وقت ہی میں ادا کرنے اور تاخیر کی اجازت نہ دینے کے اس فرمان کو منسوخ کر دیا۔ حضرت خباب کا واقعہ پہلے وقوع پذیر ہوا اور 'ابراد بالظہر' (ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا) کا حکم بعد میں صادر ہوا۔

حضرت خباب بن ارت بیان کرتے ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) عشاء کی نماز خوب طویل

پڑھائی، لگتا تھا رات اسی میں بیت جائے گی۔صحابہ نے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے (پہلے) ایسی نماز نہ پڑھائی تھی؟ جواب فرمایا، ہاں! یہ انابت وخشیت کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اللہ سے تین التجائیں کیں۔اس نے دو مان لیں اور ایک سے منع کر دیا۔میں نے دعا مانگی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہ ہو،اللہ نے قبول کر لی۔میں نے سوال کیا، مسلمانوں پر کوئی دوسرا دشمن مسلط نہ ہو جائے،اللہ نے مان لیا۔میں نے التجا کی کہ اہل اسلام فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے پر جبر وتشدد نہ کرنے لگیں،اللہ نے اس سے منع کر دیا۔

ایک بار بنوتمیم کے سردار اقرع بن حابس اور بنوفزارہ کے لیڈر عیینہ بن حصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے۔حضرت صہیب،حضرت بلال،حضرت عمار،حضرت خباب اور کچھ دوسرے غریب ومسکین اہل ایمان آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔انھوں نے ان غربا کو نظر حقارت سے دیکھا اور آپ کو الگ لے جا کر کہا، ہم چاہتے ہیں، آپ ہمارے لیے ایسی نشست ترتیب دیں جس سے عربوں کو ہماری فضیلت کا احساس ہو۔آپ کے پاس عربوں کے وفد آ رہے ہیں، ہم نہیں چاہتے ، وہ لوگ ہمیں ان غلاموں کی معیت میں دیکھیں۔ہم آئیں تو آپ ان کے پاس سے اٹھ جائیں اور جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپ چاہیں تو ان کے پاس بیٹھ جائیں۔آپ نے اس وقت ہامی بھر لی تو ان لوگوں نے تحریر کرنے کو کہا۔آپ نے کاغذ منگوا کر علی کو لکھنے کا کہا۔اسی دوران میں جبریل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہو گئے،

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ،مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. (سورۂ انعام ۶:۵۲)

’’(اے نبی!) ان لوگوں کو نہ دھتکاریے جو اپنے رب کی خوشنودی چاہنے کے لیے صبح وشام اسے پکارتے ہیں۔ان کے اعمال کے حساب میں سے آپ پر کچھ عائد نہیں ہوتا اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے حساب کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ایسا نہ ہو کہ ان کو دھتکار کر آپ ظالموں میں سے ہو جائیں۔‘‘

حضرت خباب کہتے ہیں،اس کے بعد ہم آپ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر بیٹھتے۔آپ خود تشریف لے جاتے تو ہم آتے۔

علقمہ روایت کرتے ہیں، ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خباب بن ارت آئے اور کہا، اے ابوعبدالرحمان (ابن مسعود کی کنیت)! کیا یہ نوجوان بھی ویسی تلاوت کر سکتے ہیں جیسی آپ کرتے ہیں۔انھوں نے کہا، آپ چاہیں تو ان میں سے کسی کو تلاوت کرنے کو کہہ سکتے ہیں۔تب حضرت خباب نے کہا، علقمہ! تم تلاوت

کرو۔علقمہ کہتے ہیں، میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں تلاوت کیں۔عبداللہ بن مسعود نے حضرت خباب سے پوچھا، کیا خیال ہے؟انھوں نے کہا،خوب تلاوت کی ہے۔حضرت خباب کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی،عبداللہ نے کہا، کیااس انگوٹھی کے پھینکنے کا وقت نہیں آیا؟ حضرت خباب نے کہا، آج کے بعد آپ میرے ہاتھ پر اسے نہ دیکھیں گے۔

ایک دفعہ حضرت خباب بن ارت عبداللہ بن عمر کے پاس گئے اور پوچھا، کیا آپ نے ابوہریرہ کی روایت سنی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، جو مسلمان اپنے گھر سے کسی جنازے کے ساتھ نکلا، نماز جنازہ پڑھنے کے بعد میت کے ساتھ گیا اور تدفین تک اس کے ساتھ رہا، اسے دو قیراط سونے جتنا اجر ملے گا، ہر قیراط احد پہاڑ جتنا ہو گا۔جو شخص نماز جنازہ پڑھنے کے بعد لوٹ آیا، اسے احد پہاڑ سونے جتنا اجر (یعنی ایک قیراط) ملے گا۔عبداللہ بن عمر نے حضرت خباب کو سیدہ عائشہ کی طرف بھیج دیا کہ ان سے حدیث کی بابت پوچھ کر مجھے بھی بتائیں۔وہ گئے تو مسجد کے اندر سے کنکریوں کی مٹھی بھر لی اور (بے کلی سے) اسے الٹنے پلٹنے لگے۔حضرت خباب لوٹے اور بتایا، سیدہ عائشہ نے بتایا ہے کہ سیدنا ابوہریرہ کا کہنا سچ ہے۔عبداللہ نے ہاتھ سے کنکریاں پھینک دیں اور (حسرت سے) کہا، ہم نے بے شمار قیراطوں کی کوتاہی کر ڈالی۔(یعنی کئی جنازوں میں شرکت نہ کر کے اس ثواب سے محروم رہ گئے)

عہد فاروقی میں جب کوفہ کی بنا پڑی، دوسرے صحابہ کی طرح حضرت خباب کو بھی ایک قطعۂ زمین ملا اور وہ وہاں مقیم ہو گئے۔کہا جاتا ہے، کوفہ کی پہلی اینٹ حضرت خباب بن ارت اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے لگائی۔شعبی بیان کرتے ہیں، ایک بار حضرت خباب سیدنا عمر سے ملنے آئے، عمر نے ان کو اپنا تکیہ دے کر بٹھایا اور کہا، روئے زمین پر ایک ہی شخص اس نشست کا حق دار ہے۔حضرت خباب نے پوچھا، امیر المومنین! کون؟ جواب دیا، بلال۔حضرت خباب نے کہا، یا امیر المومنین! وہ مجھ سے زیادہ حق نہیں رکھتے۔کچھ لوگ تھے جنھوں نے اللہ کی توفیق سے حضرت بلال کو مشرکین مکہ سے بچا لیا۔میرا تو دفاع کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ایک روز مشرکوں نے مجھے پکڑا اور آگ لگا کر اس میں جھلسانے اور گھسیٹنے لگے۔ایک کافر نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھ دیا، جلتی زمین پر کمر ٹکانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔میری کمر کی چربی نے پگھل کر اس آگ کو ٹھنڈا کیا۔حضرت خباب نے کپڑا ہٹا کر اپنی کمر دکھائی جو جلنے سے رنگت کھو بیٹھی تھی اور نمایاں سفید داغ اس میں نظر آ رہے تھے۔ابولیلیٰ کندی کی روایت میں بعینہٖ یہی واقعہ بلال کی بجائے عمار بن یاسر کے ذکر سے بیان ہوا ہے۔

ابوخالد کہتے ہیں، ہم لوگ مسجد میں تھے کہ حضرت خباب آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔لوگوں نے کہا، ہم آپ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سے ملنے آئے ہیں۔ ہمیں کچھ بتائیں یا نصیحت کریں۔ انھوں نے کہا، میں تمھیں کیا مشورہ دوں اور کیسے وہ کچھ کرنے کو کہوں جو میں خود نہیں کرتا؟

حضرت خباب بن ارتؓ کی وفات ۳۷ھ میں ۶۳ (یا ۷۳) برس کی عمر میں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے جنگ صفین اور جنگ نہروان میں حضرت علی کا ساتھ دیا اور ۳۹ھ میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کا جنازہ حضرت علی نے پڑھایا۔ لیکن مشہور یہی ہے کہ وہ شدید بیمار پڑے اور حضرت علی کے کوفہ آنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ حارثہ بن مضرب، قیس بن ابو حازم اور کچھ اور علما حضرت خباب کی عیادت کرنے آئے اور کہا، ابو عبداللہ! بشارت ہو، آپ کے بھائی ہیں جن سے کل آپ حوض کوثر پر ملاقات کریں گے۔

غداً تلقی الاحبة محمداً و حزبه

(کل تم دوستوں سے ملو گے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے)

حضرت خباب رونے لگے اور کہا، مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں لیکن جن لوگوں کا تم نے ذکر کر کے انھیں میرے بھائی قرار دیا ہے وہ چلے گئے اور دنیا سے کچھ حاصل نہ کیا۔ ہمارے لیے تو اس دنیا کے ثمرات خوب پکے اور ہم نے ان سے حظ اٹھایا۔ ان کے پیٹ پر (اس زمانے کے طریقۂ علاج کے مطابق آگ سے) سات داغ لگائے جا چکے تھے۔ کہا، ہمارے وہ ساتھی جو گزر چکے ہیں، اس حال میں گئے کہ دنیا انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکی (یعنی ان کا اجر آخرت کم نہ کر سکی)۔ ہمیں جو مال ملا، اسے انفاق کرنے کے لیے کوئی انسان نہیں ملتا، مٹی ہی رہ گئی ہے جس پر یہ خرچ کیا جا سکتا ہے (یعنی تعمیرات کی جا سکتی ہیں)۔ (حضرت خباب نے جو بیماری سے سخت تنگ آئے ہوئے تھے، مزید کہا) اگر ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور مرنے کی دعا مانگتا۔ راوئ حدیث قیس کہتے ہیں، ایک بار پھر ہم ان سے ملنے گئے، وہ اپنے گھر کی دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ فرمایا، مسلمان کو ہر مال میں اجر ملتا ہے جو وہ خرچ کرتا ہے مگر اس میں نہیں جو وہ (بلاوجہ) مٹی پر لگا دیتا ہے۔

حضرت خباب کو ان کا مصر کا بنا ہوا قباطی کفن دکھایا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے، ''ہم نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا اجر اللہ کے ذمے ہو گیا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے کچھ تھے جو فوت ہوئے اور اپنے اجر میں سے کچھ نہ کھا سکے (یعنی زمانۂ فتوحات پایا نہ مال غنیمت حاصل کر سکے)۔ ان میں سے ایک مصعب بن عمیر تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے، انھیں کفنانے کے لیے ہمیں ایک ہی دھاری دار چادر ملی۔ سر ڈھانکتے تو پاؤں باہر نکل آتے، جب پاؤں ڈھانپتے، سر کفن سے باہر ہو جاتا۔ آخر کار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر کفن کے اندر کر دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں۔ کچھ ساتھی تھے جن کے پھل پک گئے، انھوں نے توڑے (اور کھائے یعنی غنائم حاصل کیں)۔''

ابن حجر کہتے ہیں، ابوذر غفاری ان صحابہ کی مثال ہیں جو غنائم حاصل کرنے کے باوجود پہلی حالت فقر پر قائم رہے۔ دوسری قسم ان جاں نثاران رسول کی ہے جنھوں نے مال غنیمت کو اپنا لباس اور رہن سہن بہتر کرنے میں صرف کیا، عبداللہ بن عمر اس زمرہ میں آتے ہیں۔ عبدالرحمان بن عوف ان اصحاب کی نمائندگی کرتے ہیں جنھوں نے اموال غنیمت کاروبار میں لگا کر مزید دولت کمائی اور پھر دل کھول کر انفاق کیا۔ حضرت خباب کا اشارہ دوسری اور تیسری قسم کے صحابہ کی طرف ہے۔

ترمذی کی روایت اس طرح ہے، حضرت حارثہ بن مضرب حضرت خباب بن ارت کی عیادت کے لیے آئے، ان کے پیٹ پر آگ سے داغ لگے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا، مجھے علم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی پر (دولت کی) وہ آزمائش آئی ہے جس کا مجھے سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ عہد نبوی میں میرے پاس ایک درہم نہ ہوتا تھا اور اب میرے اس گھر کے کونے میں ایک صندوق (تابوت) پڑا ہے جس میں چالیس ہزار کھرے دینار پڑے ہیں۔ حضرت خباب نے اس صندوق پر کوئی تالا لگایا نہ کسی سوالی کو جواب دیا پھر بھی اس قدر خشیت طاری تھی کہ کہا، مجھے خوف ہے کہ ہماری نعمتیں (طیبات) ہمیں دنیا کی زندگی ہی میں دے دی گئی ہیں۔ ان کا اشارہ اس فرمان خداوندی کی طرف تھا کہ روز قیامت کفار کو جہنم میں ڈالنے سے پہلے کہا جائے گا،

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا‌ۚ فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ. (سورۂ احقاف: ۲۰)

''تم اپنی دنیاوی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔ آج تمھیں عذاب ذلت کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے اور فسق و فجور کیا کرتے تھے۔''

حضرت علی کوفہ پہنچے تو شہر سے باہر سات (یا آٹھ) قبریں دیکھیں، پوچھا، یہ کس کی ہیں؟ انھیں بتایا گیا، آپ کے جانے کے بعد حضرت خباب نے وفات پائی اور وصیت کی کہ انھیں کوفہ کے باہر دفنایا جائے۔ پہلی قبر ان کی ہے، باقی لوگوں کی تدفین بعد میں ہوئی۔ سیدنا علی نے ان کے لیے دعا کی، اللہ خباب پر رحم کرے، انھوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا، خوش دلی سے ہجرت کی، جہاد کرتے ہوئے زندگی بسر کی اور کئی جسمانی تکلیفیں اٹھائیں۔ اللہ نیک عمل

کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہ کرے گا۔ پھر فرمایا، اے دیار خموشاں کے رہنے والو اور ویران جگہ بسنے والے اہل ایمان اور مسلمان مرد عورتو! السلام علیکم، تم ہم سے پہلے آگے جا چکے ہو۔ ہم تمھارے پیچھے پیچھے، جلد تم سے آ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہماری اور ان کی مغفرت کر، اپنا عفو کر کے ہم سے اور ان سے درگزر کر۔ خوش ہو وہ شخص جس نے آخرت کو یاد رکھا، روز حساب کے لیے عمل کیا اور تھوڑی روزی پر قناعت کر لی۔

حضرت خباب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ مکررات کو شامل کر کے بتیس احادیث ان سے مروی ہیں، ان میں سے دو بخاری میں اور ایک مسلم میں ہے۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں، ان کے بیٹے عبداللہ بن خباب، ابوامامہ، شقیق بن سلمہ (ابووائل)، عبداللہ بن ابوہذیل، عبداللہ بن سخبرہ (ابومعمر)، ابومیسرہ، قیس بن ابوحازم، مسروق، حارثہ بن مضرب، علقمہ بن قیس، شعبی اور عمرو بن شرحبیل۔ ابومعمر (عبداللہ بن سخبرہ) کہتے ہیں، ہم نے خباب سے پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نمازوں میں تلاوت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ پوچھا، آپ کو کیسے پتا چلتا تھا؟ بتایا، آپ کی ریش مبارک کے ہلنے سے۔

حضرت خباب کے بیٹے عبداللہ کو حضرت علی کے عہد خلافت میں خوارج نے قتل کر دیا۔ خوارج ان کے قصبے میں آئے تو وہ خوف زدہ ہو کر باہر نکلے۔ خوارج نے کہا، اپنے باپ کی روایت کردہ کوئی حدیث سناؤ۔ عبداللہ نے یہ ارشاد نبوی سنایا، ''ایک فتنہ ایسا آئے جس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے کے بہ نسبت بہتر ہوگا۔'' خوارج نے کہا، تم نے یہ زمانہ پا لیا ہے، اب عبداللہ مقتول بن جاؤ۔ یہ کہہ کر انھیں دریا کنارے لے گئے اور گردن اڑا دی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مطالعۂ مزید: الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دار الارقم)، السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبری (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر (ابن خلدون)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، فتح الباری (ابن حجر)، صور من حیاۃ الصحابہ (عبدالرحمان رافت پاشا)